باب 5

بین الاقوامی تجارت
(INTERNATIONAL TRADE)

دورِ حاضر میں دنیا کا کوئی بھی ملک اپنی ضروریات کی تمام اشیا میں خود کفالت حاصل نہیں کرسکتا۔ کیونکہ قدرت نے ہر ملک کو مختلف نوعیت کے ذرائع اور مخصوص آب وہوا سے نوازا ہے جن کی بنا پر ہر ملک کے افراد اپنی ذہنی، جسمانی، موروثی اور خداداد صلاحیتوں کو استعمال میں لاکر مختلف پیشے اختیار کرکے ان سے بھرپور استفادہ کرتے ہیں۔ وسائل کے اعتبار سے کئی ممالک عاملین پیدائش کی دستیابی، مہارت اور تخصیصِ کار (Specialization) کے لحاظ سے مختلف ہیں۔ کچھ ممالک میں زرخیز زمین کے وسیع وعریض رقبے ہیں تو کچھ جدید ٹیکنالوجی اور جدت سازی میں بے پناہ ترقی کی بدولت مشینیں، آلات، کمپیوٹر، جہاز، جنگی سازوسامان اور انسانی بقا کے لیے ضروری آسائشی حاجات (مثلاً خوراک، لباس، رہائش، سامان، سائیکل، پنکھے وغیرہ) تعیشاتی حاجات (مثلاً کاریں، ایئرکنڈیشنز وغیرہ) بنانے میں مصروف ہیں۔ اس طرح کئی ممالک قدرتی گیس معدنیات اور تیل کی دولت سے مالامال ہیں پیداواری وسائل کی یہی تقسیم تمام ممالک کو ایک دوسرے سے تجارتی مراسم استوار کرنے پر مجبور کرتی ہے۔ ایک ملک کے افراد دوسرے ممالک کے افراد کی پیشہ وارانہ صلاحیتوں سے بھرپور استفادہ کر کے تخصیص کار کے اُصولوں کے تحت پیداواری وسائل کا بھرپور استعمال کرتے ہیں جو شے وہ اپنے ملک میں وسائل یا جدید ٹیکنالوجی کے فقدان کے باعث پیدا نہیں کرسکتے انہیں دستیاب ممالک سے منگوالیتے ہیں جہاں یہ اشیا سستی پیدا ہورہی ہوں۔ اس طرح تخصیص کار کے اصول سے فائدہ اُٹھا کر ہر ملک نہ صرف اپنے باشندوں کی ضروریات کو پورا کرتا ہے بلکہ فاضل اشیا (Surplus Goods) کو برآمد کرکے دوسرے ممالک سے تخصیصی اشیا حاصل کرکے بہت سی اشیا کے استعمال سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ مختلف ممالک کے درمیان اشیا وخدمات کا یہی لین دین معاشی اصطلاح میں بین الاقوامی تجارت (International Trade) کہلاتا ہے جس کی بنیاد وسائل کی قدرتی وجغرافیائی تقسیم پر ہے۔ موجودہ باب میں ہم بین الاقوامی تجارت کے موضوعات پر بحث کریں گے۔

5.1 ملکی اور بین الاقوامی تجارت (Domestic & International Trade)

ملکی تجارت (Domestic Trade)

کسی ملک کی جغرافیائی حدود کے اندر افراد، اداروں، شہروں، قصبوں اور ملک کے درمیان اشیا وخدمات کا لین دین ملکی تجارت کہلاتا ہے۔ ملکی تجارت میں اشیا وخدمات کے خریدنے اور فروخت کرنے والے ایک ہی ملک کے باشندے ہوتے ہیں جو ضروریات زندگی کے تمام لوازمات کا آپس میں لین دین کرتے ہیں جبکہ ملکی حدود کے اندر اشیا وخدمات کا لین دین بدستور ملکی اثاثوں کا حصہ ہی رہتا ہے۔

بین الاقوامی تجارت (International Trade)

کسی ایک ملک کا دیگر ممالک سے اشیا وخدمات کا لین دین بین الاقوامی تجارت کہلاتا ہے۔ ہر ملک وہ اشیا وخدمات دوسرے ممالک سے منگواتا ہے جو خود پیدا کرنے سے قاصر ہو یا جن کو پیدا کرنے میں نسبتاً زیادہ مصارف پیدائش اُٹھتے ہوں۔ بین الاقوامی تجارت کو بیرونی تجارت یا تجارت خارجہ بھی کہتے ہیں۔ اس تجارت میں اشیا وخدمات کے تبادلے میں خریدار اور فروخت کار مختلف ممالک سے تعلق رکھتے ہیں۔

ملکی اور بین الاقوامی تجارت میں فرق
(Difference Between Domestic and International Trade)

ملکی و بین الاقوامی تجارت کی بنیادی وجہ تخصیص کار (Specialization) اور مصارف پیدائش میں فرق ہے تاہم دونوں میں منافع کا محرک کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔ لیکن وسائل کی امتیازی تقسیم دونوں قسم کی تجارت کو ایک دوسرے سے درج ذیل نکات پر مختلف کر دیتی ہے۔

1۔ محنت اور سرمایہ کی نقل پذیری (Mobility of Labour and Capital)

ایک ہی ملک کی جغرافیائی حدود کے اندر محنت اور سرمایہ کی نقل پذیری آسان اور لچکدار ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے محنت اور سرمائے کو ان کی استعداد کار کے مطابق حصہ مل جاتا ہے اور وہ کم معاوضے والے علاقوں سے نکل کر ایسے علاقوں میں پہنچ جاتے ہیں جہاں انہیں شرح اُجرت اور شرح سود زیادہ ملتی ہے۔ اس سے نہ صرف مزدوروں اور سرمائے کے معاوضے یکساں ہو جاتے ہیں بلکہ اشیا پیدا کرنے کے اخراجات میں یکسانیت اور منڈی کو استحکام نصیب ہوتا ہے اس کے برعکس بین الاقوامی سطح پر محنت اور سرمائے کی نقل پذیری میں کئی قسم کی رکاوٹیں حائل ہوتی ہیں مثلاً مزدوروں کی زبان، رسم و رواج، مذہبی جذبات، پاسپورٹ (Passport) اور ویزا (Visa) وغیرہ کی کڑی شرائط بھی بیرون ملک کی نقل پذیری میں مشکلات کا سبب بنتی ہیں۔ مزید برآں ملکی قوانین محنت اور سرمائے کی اندرون ملک نقل پذیری پر پابندی عائد نہیں کرتے لیکن محنت اور سرمائے کی دیگر ممالک آزادانہ نقل پذیری پر پابندی عائد کرتے ہیں جس کے باعث محنت اور سرمائے کے معاوضوں کی شرح اُجرت اور شرح سود میں یکسانیت نہیں پائی جاتی اور مختلف ممالک میں اشیا کی قیمتیں مختلف ہوتی ہیں جو بین الاقوامی تجارت کے فروغ کا ذریعہ بنتی ہیں۔

2۔ کرنسیوں کی شرح مبادلہ (Exchange Rate of Currencies)

ملک کے اندر اشیا و خدمات کے لین دین ان کی ادائیگیاں اور وصولیاں ملک میں رائج ایک ہی کرنسی کی صورت میں ہوتی ہیں۔ کیونکہ ایک ہی ملک میں بسنے والے خریدار اور فروخت کار کا تعلق کسی دوسرے ملک سے نہیں ہوتا اس لیے انہیں خرید و فروخت میں ملکی کرنسی ہی قبول کرنا پڑتی ہے۔ لیکن مختلف ممالک میں مختلف نوعیت کی کرنسیاں مثلاً ڈالر، پونڈ، یورو، ریال، رِنگٹ، ین، دینار وغیرہ رائج ہوتی ہیں اس لیے اشیا و خدمات کے بین الاقوامی تبادلہ کی صورت میں ملکی کرنسی کو دوسرے ممالک کی کرنسیوں سے تبدیل کرنا پڑتا ہے۔ اس طرح کرنسیوں کی باہمی شرح مبادلہ (Exchange Rate) کا مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے بعض اوقات کرنسیوں کے شرح مبادلہ میں اتار چڑھاؤ بین الاقوامی تجارت میں مشکلات کا باعث بنتا ہے۔ کیونکہ اگر کوئی ایک ملک اپنی کرنسی کی قدر کم یا زیادہ کرے تو دوسرے ممالک کی تجارت پر گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر کوئی ملک اپنی کرنسی کی قدر برآمدات بڑھانے کے لیے کم کر دے تو مقابلے میں برآمد کرنے والے ملک کی برآمدی تجارت پر بُرے اثرات مرتب ہوتے ہیں اور اسے مجبوراً منڈی میں رہنے کے لیے کرنسی کی قدر کم کرنا پڑتی ہے۔

3۔ تجارتی پابندیوں میں فرق (Difference in Trade Restrictions)

کسی ایک ملک کی جغرافیائی حدود کے اندر تجارتی مال کی نقل و حمل پر کوئی خاص تجارتی پابندیاں عائد نہیں ہوتیں بلکہ اشیا و خدمات کو کثرت والے علاقوں سے قلت والے علاقوں کی طرف منتقل کرنے کے لیے حکومت موثر انتظامات کرتی ہے تاکہ عوام کو سہولتوں کی فراہمی

کے ساتھ ساتھ قیمتوں میں بھی استحکام فراہم کیا جا سکے۔ اس کے برعکس بین الاقوامی تجارت کی صورت میں اشیا و خدمات کی نقل و حمل پر کئی پابندیاں اور شرائط عائد ہوتی ہیں مثلاً درآمدی و برآمدی لائسنس حاصل کرنے پڑتے ہیں، نسبت درآمد و برآمد کو مدِ نظر رکھتے ہوئے تجارتی محصولات ادا کرنے پڑتے ہیں۔ بعض اوقات غیر ممالک میں اپنی اشیا کی مانگ کو موثر بنانے اور اپنی صنعتوں کو ترقی دینے کی غرض سے تامین کی پالیسی (Protection Policy) کے تحت کم قیمت پر بھی اشیا فروخت کی جاتی ہیں جس سے درآمد و برآمد کرنے والے ممالک کے درمیان کرنسی کی قیمتوں میں عدم استحکام کے باعث توازن تجارت پیچیدگی کا شکار بن جاتا ہے مزید برآں مختلف ممالک کی بین الاقوامی تجارت کے سلسلے میں تجارتی پالیسیاں اور ترجیحات مختلف ہوتی ہیں۔

4۔ سرکاری سہولتوں میں فرق (Difference in Government Facilities)

اندرونِ ملک تجارت کے فروغ کے لیے حکومت خریدار اور فروخت کار کو مخصوص قسم کی سہولیات مثلاً ٹیکس میں رعایت، رعایتی قرضے، اعانے (مالی امداد) مہیا کرتی ہے تاکہ ملکی تجارت میں اشیا آزادانہ طور پر ایک علاقے سے دوسرے علاقے تک پہنچ سکیں اور ارزاں قیمتوں پر اشیا دستیاب ہوں۔ اس کے برعکس بین الاقوامی سطح پر اشیا کی لین دین کے سلسلے میں حکومت کی ترجیحات مختلف ممالک کے لیے مختلف ہوتی ہیں جس کے تحت بعض اوقات کوٹہ سسٹم اور فری ٹریڈ جیسی پالیسیاں رواج دے کر تجارتی مراسم مستقل نوعیت پر استوار کیے جاتے ہیں۔ لہٰذا مختلف ممالک کو مختلف مراعات اور پابندیاں عائد کر کے حکومت اشیا کی پیدائش اور ان کے مصارف پیدائش کو استحکام بخشتی ہے۔ چونکہ ملکی تجارت میں عام طور پر اشیا کی نقل و حمل کے سلسلے میں کسی قسم کے معاہدے کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن بین الاقوامی سطح پر مختلف ممالک کے درمیان باقاعدہ تجارتی معاہدے تحریر کیے جاتے ہیں اور تجارتی وفود کے تبادلوں کو موثر بنا کر تجارتی معاہدوں کو فروغ دیا جاتا ہے۔

5۔ ذوق اور معیار میں فرق (Difference in Taste and Standard)

ہر ملک میں بسنے والے باشندوں کا اشیا استعمال کرنے کے سلسلے میں ذوق اور معیار وہاں کے جغرافیائی حالات، رسم و رواج، مذہبی جذبات اور احساسات کا مرہونِ منت ہوتا ہے اسی لیے ملکی سطح پر اشیا کی پیدائش اور تجارت مذکورہ بالا عوامل کو مدِ نظر رکھتے ہوئے عمل میں لائی جاتی ہے۔ ملک کے اندر پیدا ہونے والی تمام اشیا کی تجارت آزادانہ طور پر غیر مشروط ہوتی ہے۔ لیکن مختلف ممالک سے صرف وہی اشیا درآمد کی جاتی ہیں جو لوگوں کے ذوق اور معیار پر پوری اترتی ہوں۔ اس طرح بین الاقوامی سطح پر مختلف ممالک کے درمیان کئی اشیا تجارتی پابندیوں اور شرائط کا شکار بن جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ مختلف ملکوں کے لوگوں کی صلاحیتوں اور آمدنیوں میں فرق بھی معیار زندگی اور ذوق کو بدل دیتا ہے لیکن ملکی سطح پر عام طور پر لوگوں کی صلاحیتیں اور آمدنیاں یکسانیت کا شکار ہوتی ہیں جو معیار زندگی اور ذوق کو بھی متاثر نہیں کرتیں۔

6۔ وسائل کی دستیابی (Availability of Resources)

ہر ملک کو قدرت نے مخصوص وسائل سے نوازا ہے اس لیے کسی ایک ملک کے اندر موجود قدرتی وسائل کے ذخائر ایک جیسی نوعیت کے حامل ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر پاکستان ایک زرعی ملک ہے اس لیے ملکی تجارت کا بیشتر حصہ زرعی پیداوار پر مشتمل ہے اور ملک کے اندر ایک علاقے سے دوسرے علاقے میں زیادہ تر زرعی پیداوار کا ہی لین دین کیا جاتا ہے۔ اسکے برعکس مختلف ممالک متعدد نوعیت کے قدرتی وسائل سے مالا مال ہیں اس لیے ہر ملک میں مختلف نوعیت کی اشیا پیدا کی جاتی ہیں جو ملکی تجارت کو بین الاقوامی تجارت سے ممتاز کرتی ہیں۔ اکثر

ممالک اپنی ضروریات کی اشیا دیگر ممالک سے منگوا کر تخصیص کار کا فائدہ اٹھاتے ہیں جو کہ ملکی تجارت کی صورت میں زیادہ موثر ثابت نہیں ہوتا۔

بین الاقوامی تجارت کے فائدے اور نقصانات
(Advantages and Disadvantages of International Trade)

بین الاقوامی تجارت موجودہ مشینی اور الیکٹرونک دور کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔ کیونکہ دنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں ہے جس کی تمام ضروریات زندگی کی پیدائش پر خود کفالت اور تخصیص کار حاصل ہو اسی لیے بین الاقوامی تجارت دنیا کی تمام معیشتوں پر اپنے مثبت اثرات مرتب کرتی ہے جس کا اندازہ درج ذیل فوائد سے بخوبی کیا جا سکتا ہے۔

بین الاقوامی تجارت کے فائدے (Advantages of International Trade)

1۔ ضروری اشیا کا حصول (Availability of Essential Goods)

بین الاقوامی تجارت کی بدولت کوئی ملک وہ اشیا درآمد کر سکتا ہے جو کہ وہاں سرے سے پیدا ہوتی نہیں مثال کے طور پر پاکستان کو جنگی ساز و سامان، جہاز اور کئی مشینی آلات کمپیوٹر وغیرہ بنانے پر دسترس حاصل نہیں۔ اس لیے بین الاقوامی تجارت کے ذریعے ہم اپنی ضرورت کا جنگی ساز و سامان، جہاز، مشینیں وغیرہ دیگر ممالک سے منگوا لیتے ہیں۔ اسی طرح کئی ممالک زرعی اجناس کپاس، چاول، گندم وغیرہ پیدا نہیں کرتے لہٰذا وہ یہ اشیا پاکستان سے درآمد کر لیتے ہیں اس طرح تجارت کئی ممالک کی ضروریات کو پورا کرنے میں معاون ثابت ہوتی ہے۔

2۔ سستی اشیا کا حصول (Availability of Cheap Goods)

بین الاقوامی تجارت کی بدولت ہر ملک اپنی ضرورت کی اشیا ارزاں قیمتوں پر منگوا سکتا ہے جہاں یہ اشیا تخصیص کار کے اصول کے تحت کم لاگت پر تیار کی جاتی ہیں اور اس طرح نہ صرف ملکی وسائل ضائع ہونے سے بچ جاتے ہیں بلکہ اعلیٰ کوالٹی کی اشیا کی دستیابی ممکن ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر پاکستان کمپیوٹر، ٹیلی ویژن، کاریں، جہاز وغیرہ ان ممالک سے درآمد کرتا ہے جہاں یہ اشیا سستی پیدا ہوتی ہیں کپاس، چاول، قالین، آلات جراحی، کھیلوں کا سامان وغیرہ دوسرے ممالک پاکستان سے کم قیمت پر درآمد کرتے ہیں۔ اس طرح ساری دنیا کے ممالک بین الاقوامی تجارتی رابطے کی بنیاد پر اشیا سستے داموں درآمد کرتے ہیں اور بین الاقوامی تجارت سے بھرپور استفادہ کرتے ہیں۔

3۔ تخصیص کار (Specialization)

تخصیص کار کے اُصول کے تحت ہر ملک اپنے پیداواری وسائل صرف اس صورت میں استعمال میں لاتا ہے جب اُسے اشیا کی پیدائش پر کم سے کم لاگت برداشت کرنی پڑے اس طرح نہ صرف قیمتی وسائل ضائع ہونے سے بچ جاتے ہیں بلکہ انہیں متبادل استعمالات میں لا کر کثیر زرمبادلہ کمایا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر جاپان جاذب سرمایہ (Capital Intensive) اشیا مثلاً مشینری اور دیگر الیکٹرانک اشیا کی تیاری میں خود کفالت رکھتا ہے اور ان اشیا کو دیگر ممالک میں بیچ کر نہ صرف کثیر زرمبادلہ کماتا ہے بلکہ بدلے میں ضرورت زندگی کے سارے لوازمات حاصل کر کے اعلیٰ معیار زندگی سے لطف اندوز ہوتا ہے اور یہ سب بین الاقوامی تجارت کی بدولت اشیا کی پیدائش میں تخصیص کار کی بدولت ممکن ہوتا ہے۔ پیداواری طریقے بہتر ہوتے ہیں روزگار بڑھتا ہے اور ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہوتا ہے۔

4۔ وسیع پیمانہ پیدائش (Large Scale Production)

بین الاقوامی تجارت کی بدولت اشیا بڑے پیمانہ پر پیدا کی جاتی ہیں تا کہ زیادہ اشیا برآمد کر کے کثیر زرِ مبادلہ کمایا جا سکے نتیجہ میں کاروباری صنعتوں کا قیام بڑھنا شروع ہو جاتا ہے اور کاروباری اداروں کے اندرونی و بیرونی فوائد مثلاً خرید و فروخت کی کفائتیں، قرضوں کی آسان اقساط پر فراہمی، نقل و حمل کی سستی سہولتیں، تربیتی اداروں کی خدمات اور دیگر کاروباری معلومات سے استفادہ ہوتا ہے۔ پیداواری عمل کے دوران مصارف پیدائش کفایتوں کے باعث مزید کم ہو جاتے ہیں۔ ملکی کاروبار خوب پھلتا پھولتا ہے اور ملکی صنعتوں کے منافع جات بڑھ جاتے ہیں۔

5۔ فاضل پیداوار کا نکاس (Disposal of Surplus Output)

بین الاقوامی تجارت فاضل پیداوار کے نکاس میں بڑی مددگار اور معاون ثابت ہوتی ہے کیونکہ کوئی بھی ملک اپنی زائد پیداوار کو قلت والے ملک میں برآمد کر کے نہ صرف زرِ مبادلہ کماتا ہے بلکہ اپنی صنعتوں کو بند ہونے سے بچا کر سرد بازاری کے خطرات سے محفوظ رکھتا ہے۔ اس طرح معیشتیں پوری طاقت سے پیداواری عمل میں مصروف رہتی ہیں اور بے روزگاری کا مسئلہ بھی درپیش نہیں آتا۔ ملک کی معاشی ترقی کی رفتار بھی تیز تر ہو جاتی ہے۔ فاضل پیداوار کے عدم نکاس کے باعث کوئی بھی ملک اپنی زائد پیداوار کا نکاس نہیں کر سکتا اور نہ زرِ مبادلہ کما سکتا ہے اس سلسلے میں پاکستان نے کئی مرتبہ اپنی فاضل پیداواریں مثلاً کپاس، چینی وغیرہ برآمد کر کے کثیر مقدار میں زرِ مبادلہ کمایا جس سے پاکستان کے توازن تجارت میں بہتری آئی۔

6۔ ناگہانی حالات (Unforseen Circumstances)

بین الاقوامی تجارت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے کئی ممالک ہنگامی اور بُرے حالات (مثلاً قحط سالی، مصنوعی قلت، قدرتی آفات، وبائیں، زلزلے، سیلاب وغیرہ) میں دیگر ہمسایہ ممالک سے امداد حاصل کر لیتے ہیں اور بُرے وقت سے بچ نکلتے ہیں۔ اسی طرح جب کسی ملک پر ناگہانی آفات آ جائیں تو دنیا بھر کے ممالک سے امدادی اشیا اور رقوم وہاں پہنچائی جاتی ہیں تا کہ مصیبت کے وقت میں ایسے ملک کا ساتھ دیا جا سکے۔ بعض اوقات موسمی تبدیلیاں اور بارشوں کے تغیر پذیر معمولات کسی ملک کی پیداواری صلاحیت کو بُری طرح متاثر کرتے ہیں جس کے باعث زرعی اجناس کی قلت ہو جاتی ہے ان حالات میں دوسرے ممالک سے اپنی ضروریات کی اشیا کو درآمد کیا جا سکتا ہے۔

7۔ اجارہ داریوں کا خاتمہ (Removal of Monopolies)

بین الاقوامی تجارت کے باعث کاروباری شعبوں میں مقابلہ کی فضا قائم ہو جاتی ہے جس کے باعث ملکی اشیا کی کوالٹی بہتر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور کئی قسم کی اعلیٰ کوالٹی کی اشیا منڈی میں دستیاب ہوتی ہیں۔ کوئی ایک ملک کسی دوسرے ملک میں اجارہ داری قائم نہیں کر سکتا۔ یہی صورت حال اور ممالک کی تجارت پر بھی لاگو ہوتی ہے۔ صنعتوں میں مقابلہ بازی کے باعث اشیا کی قیمتیں مستحکم رہتی ہیں اور اشیا کا معیار بھی گرنے نہیں پاتا۔ معاشرے میں اعلیٰ اقدار فروغ پاتی ہیں، پیداواری ذرائع کو بہتر اور موثر طریقے سے استعمال کیا جاتا ہے۔

8۔ عالمی امن (Global Peace)

بین الاقوامی تجارت نہ صرف عالمی امن برقرار رکھنے کا باعث بنتی ہے بلکہ مختلف ممالک کے درمیان تہذیب وتمدن اور ثقافت کے فروغ کا بھی ذریعہ ہے۔ اکثر ممالک بین الاقوامی تجارت ہی سے دوستانہ تعلقات کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں اسی طرح ایک دوسرے کی تہذیب اور ثقافت بھی لوگوں کو ایک دوسرے کے قریب لانے میں کلیدی کردار ادا کرتی ہے۔ بین الاقوامی تجارت کی بدولت مختلف ممالک کے لوگوں کو آپس میں ملنے کا موقع ملتا ہے۔ وہ ایک دوسرے کی تہذیب اور رہن سہن کو سیکھتے ہیں ان کے معاشی مفادات میں بھی بھائی چارے کی فضا قائم ہوتی ہے اور عالمی سطح پر امن وسلامتی پروان چڑھتی ہے۔

بین الاقوامی تجارت کے نقصانات (Disadvantages of International Trade)

بین الاقوامی تجارت جہاں متعدد فائدے فراہم کرتی ہے وہاں کسی نہ کسی حد تک معیشت میں خرابیاں بھی پیدا کرتی ہے۔ جن سے زیادہ تر پسماندہ ممالک متاثر ہوتے ہیں۔ بین الاقوامی تجارت کے اہم نقصانات درج ذیل ہے۔

1۔ بیرونی اشیا پر انحصار (Dependence on Foreign Products)

بین الاقوامی تجارت کی بدولت تخصیصِ کار کے اصول کے تحت مخصوص اشیا کی پیدائش پر قومی وسائل بے دریغ خرچ کردیے جاتے ہیں اور ضرورت کی باقی اشیا کے لیے دوسرے ممالک کا محتاج بننا پڑتا ہے اور اگر کسی وجہ سے بروقت اشیا درآمد نہ کی جاسکیں تو ملک کا پورا نظام بُری طرح متاثر ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر پاکستان میں ماسوائے چند مخصوص اشیا کے دیگر اشیا کی پیدائش کے لیے مشینری اور خام مال غیر ممالک سے درآمد کیے جاتے ہیں۔ ایسے حالات میں خام مال اور مشینری نہ ملنے کی صورت میں تمام پیداواری شعبے بند کرنا پڑتے ہیں۔ بے روزگاری پھیل جاتی ہے اور قومی پیداوار خطرناک حد تک کمی کا شکار ہوجاتی ہے اور ملکی حالات ناسازگار ہوجاتے ہیں۔

2۔ محدود اشیا کی پیدائش میں تخصیص کار (Specialization in a Few Goods)

چونکہ بین الاقوامی تجارت کی بنیاد تخصیص کار کے اصول پر قائم ہے۔ اس لیے ہر ملک اپنے قومی وسائل کو صرف ان اشیا کی تیاری میں استعمال کرتا ہے۔ جن کی پیدائش پر فی اکائی مصارف پیدائش کم برداشت کرنا پڑتے ہوں اور دیگر ضروری اشیا کی پیدائش کو اس لیے پس پشت ڈال دیا جاتا ہے کہ انہیں ایسے ممالک سے درآمد کرلیا جائے جہاں یہ بہت سستی دستیاب ہوں۔ لیکن ایسی پالیسی معاشرتی ترقی اور ملکی حالات پر بُرے اثرات مرتب کرتی ہے مثلاً اگر کسی وجہ سے تخصیصی شعبوں میں مزدوروں کی ہڑتالوں، خام مال اور مشینری کی عدم دستیابی یا پیداواری یونٹوں میں خرابی پیدا ہوجائے تو پیداواری شعبوں میں پیداوار بند ہوجائے گی۔ بے روزگاری پھیل جائے گی اور ملکی حالات بدامنی اور قلت کا شکار ہوجائیں گے۔ ان حالات میں فوری طور پر غیر ممالک سے امداد بھی ممکن نہیں ہوتی اور ملکی سالمیت خطرے میں پڑ جاتی ہے۔

3۔ ناموافق نسبت درآمد و برآمد (Unfavourable Terms of Trade)

ترقی پذیر ممالک کی زیادہ تر برآمدات زرعی اجناس مثلاً کپاس، چاول، پٹ سن، چائے، گندم، چینی وغیرہ پر مشتمل ہیں جبکہ اس قسم کی اشیا پیدا کرنے والے ممالک کی تعداد بھی زیادہ ہے جس کی وجہ سے عالمی منڈی میں ان ممالک کے درمیان سخت مقابلہ پایا جاتا ہے۔ چونکہ زرعی اجناس کی قیمتوں کے مقابلے میں صنعتی اشیا کی قیمتیں انتہائی بلند ہوتی ہیں اور ترقی پذیر ممالک کو زیادہ قیمت پر اشیا خریدنی پڑتی

ہیں۔اسی طرح عالمی منڈی میں نسبت درآمد و برآمد میں فرق کے باعث ترقی پزیر ممالک کے منافع جات گھٹ جاتے ہیں۔

4۔ خام مال کی منڈیاں (Markets for Raw Materials)

بین الاقوامی تجارت کے فوائد کی بدولت ترقی پذیر ممالک کی صنعتیں پسماندگی کا شکار بنتی رہتی ہیں کیونکہ یہ ممالک زرمبادلہ کے حصول کے لیے خام مال دوسرے ممالک کو برآمد کردیتے ہیں اور ملکی صنعتوں کو چلانے کے لیے خام مال کی قلت پیدا ہوجاتی ہے۔ملکی صنعتیں اپنی ضرورت کی مصنوعات بھی پیدا کرنے سے محروم ہوجاتی ہیں لیکن اس کے برعکس غیر ملکی صنعتیں خوب پھلتی پھولتی ہیں اور ترقی پذیر ممالک صنعتی ممالک کے لیے خام مال کی منڈی بنے رہتے ہیں۔مزید برآں صنعتی ممالک اشیا مہنگے داموں ترقی پذیر ممالک میں فروخت کر کے زرمبادلہ کے ذخائر ہضم کرجاتے ہیں۔

5۔ اسلحہ اور مضرِ صحت اشیا کی دستیابی

(Availability of Ammunitions and Injurious Goods)

بین الاقوامی تجارت کی وجہ سے اکثر ممالک میں خطرناک اسلحہ اور صحت کو نقصان پہنچانے والی اشیا کی دستیابی ہوجاتی ہے جس سے نہ صرف معاشرتی برائیاں بلکہ انسانی صحت بھی تباہ و برباد ہوجاتی ہے۔معاشرے میں ڈر اور خوف کی فضا پروان چڑھتی ہے۔شراب، افیون، چرس، ہیروئین جیسی مضر اشیا صحت کو تباہ و برباد کرتی ہے اور معاشرے سے اخلاقی اقدار کا خاتمہ ہوجاتا ہے۔اخلاقی طور پر ملک بے شمار برائیوں کا گہوارہ بن جاتا ہے۔معاشی ترقی کی رفتار کم ہوجاتی ہے اور ملک خطرناک برائیوں میں اُلجھ کر رہ جاتا ہے۔

6۔ بین الاقوامی معاشی حالات میں اُتار چڑھاؤ (International Economic Fluctuations)

بین الاقوامی تجارت کے باعث تمام ممالک تجارتی و اقتصادی لحاظ سے ایک اکائی کی طرح ایک دوسرے سے مربوط ہیں۔اس لیے جب کبھی تجارتی چکر (Trade Cycle) سرد بازاری کی لپیٹ میں آتے ہیں تو پوری دنیا کے ممالک اس سے متاثر ہوتے ہیں اور یہ عالمی بحران ساری معیشتوں کو پستی کی طرف دھکیل دیتا ہے۔مثال کے طور پر اگر کسی ایک خطے کے معاشی حالات متاثر ہوتے ہیں تو دوسرے خطوں کی معیشتیں بھی متاثر ہوتی ہیں۔یعنی جب تیل پیدا کرنے والے ممالک میں تیل کی قیمتوں میں اضافہ ہوتا ہے تو تمام ممالک میں تیل کی قیمتیں بڑھ جاتی ہیں اور افراطِ زر معیشتوں کا حصہ بن جاتا ہے۔قیمتیں بڑھ جانے سے لوگوں کی قوت خرید کم ہوجاتی ہے اور معیارِ زندگی پست ہوجاتا ہے۔

7۔ سیاسی غلبہ (Political Dominance)

بعض اوقات چھوٹی معیشتیں بین الاقوامی تجارت کے باعث اپنی سیاسی آزادی بھی کھو بیٹھتی ہیں۔کیونکہ تجارت کرنے والے بڑے ممالک چھوٹے ممالک کی سیاسی صورت حال سے فائدہ اُٹھا کر ان پر قابض ہوجاتے ہیں اور ان ممالک کے قیمتی وسائل اپنے ملک میں منتقل کرنا شروع کردیتے ہیں۔اپنے خطرناک ارادوں کی تکمیل کے لیے سیاسی طور پر من مانی کرتے ہیں، قتل و غارت کا بازار گرم کردیتے ہیں۔لوگوں سے جینے کا حق چھین لیتے ہیں جیسا کہ برصغیر میں انگریز تجارت کے بہانے داخل ہوا اور پھر 99 سال کے لیے برصغیر کے عوام کو اپنا محکوم بنائے رکھا۔اسی طرح آجکل عراق، افغانستان اور کشمیر میں بسنے والے باشندوں کے ساتھ جو سلوک ہو رہا ہے وہ سیاسی غلبہ کی زندہ مثال ہے۔

دورِ حاضر میں ترقی یافتہ ممالک دنیا کے غریب اور پسماندہ ممالک کو اپنی اشیا اور تجارتی مال فروخت کرنے کی منڈیاں بنانا چاہتے ہیں تا کہ غریب اقوام ان کے اشاروں پر چلیں، اس لیے دنیا کے بڑے بڑے ممالک میں ان منڈیوں پر قبضہ کرنے کے لیے آپس میں رقابت اور خودمختاری کی جنگ شروع ہو جاتی ہے اور پھر کئی سالوں تک ان ممالک کو جنگی میدانوں میں تبدیل کر دیا جاتا ہے جس سے غریب ممالک کے پیداواری وسائل ضائع ہو جاتے ہیں۔ بھوک اور افلاس ان کا مقدر بن جاتی ہے۔ بین الاقوامی تجارت فائدہ پہنچانے کی بجائے وبالِ جان بن جاتی ہے۔

5.2 بین الاقوامی تجارت کا کلاسیکی نظریہ
(Classical Theory of International Trade)

پس منظر (Background)

بین الاقوامی تجارت کے کلاسیکی نظریے کی بنیاد آدم سمتھ (Adam Smith) اور ڈیوڈ ریکارڈو (David Ricardo) نے رکھی اس سلسلے میں آدم سمتھ نے کلی برتری (Absolute Advantage) کا نظریہ پیش کیا جبکہ ڈیوڈ ریکارڈو نے اپنے خیالات کا اظہار تقابلی مصارف (Comparative Cost) کے اصول پر کیا۔ دونوں نظریات کی بنیاد اشیا کی پیداوار میں تخصیصِ کار (Specialization) حاصل کرنا ہے تا کہ کم قومی وسائل اور افراد کی مہارت استعمال کر کے کم لاگت (Cost) پر کثیر مقدار میں اشیا تیار کی جا سکیں، اور ملکی ضروریات کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ فاضل پیداوار کو برآمد کر کے منافع کمایا جا سکے۔ ایسی اشیا جن میں وسائل کی قلت کے باعث تخصیص کار ممکن نہ ہو انہیں ایسے ممالک سے درآمد کر لیا جائے جہاں یہ اشیا تخصیص کار کے تحت پیدا کی جاتی ہوں۔ اس طرح تخصیص کار کے اصول پر کی جانے والی درآمدات اور برآمدات کا انتخاب نہ صرف تجارت میں شریک ممالک کی قومی پیداوار میں تنوع کا باعث بنتا ہے بلکہ ان ممالک کو خاطر خواہ منافع بھی حاصل ہوتا ہے۔ ڈیوڈ ریکارڈو نے تخصیص کار کے اصول کی ضرورت اور اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ مختلف ممالک کے تخصیص کار کا عمل بین الاقوامی سطح پر محنت کی عدم نقل پذیری اور محنت کی قدر میں فرق کی وجہ سے عمل میں لایا جاتا ہے کیونکہ ایک ملک کے اندر تو مزدوروں کی نقل پذیری پر کوئی پابندی عائد نہیں ہوتی اس لیے ان کی محنت کی قدر اور شرح اُجرت میں یکسانیت پائی جاتی ہے لیکن مختلف ممالک میں نقل وحرکت پر پابندیوں کی صورت میں شرح اُجرت اور محنت کی قدر مختلف ہوتی ہے جس کی وجہ سے تخصیص کار پیداواری مراحل میں عمل میں لایا جاتا ہے تا کہ اشیا سستی پیدا کر کے تجارت کے فوائد حاصل کیے جا سکیں۔

آدم سمتھ اور ڈیوڈ ریکارڈو نے اپنے نظریات کی وضاحت کے لیے درج ذیل مفروضات قائم کیے۔

i۔ تجارت میں شریک ممالک کے درمیان مکمل مقابلہ کی فضا پائی جاتی ہے۔

ii۔ محنت اور سرمایہ ایک ملک کی حدود کے اندر تو حرکت پذیر ہیں لیکن بین الاقوامی سطح پر عدم نقل پذیری ہے۔

iii۔ تمام مزدوروں کی پیداواری صلاحیتیں ایک جیسی ہوتی ہیں۔

iv۔ تجارت میں شریک ممالک میں مکمل روزگار پایا جاتا ہے۔

v۔ تجارتی ممالک کے درمیان تجارت آزادانہ ہوتی ہے۔

vi۔ تجارت اور تخصیص کار کے لیے دو ممالک اور دو اشیا زیر بحث لائی جاتی ہیں۔

vii۔ تجارتی اشیا کی نقل و حمل کے اخراجات تجارت کو متاثر نہیں کرتے اور نہ ہی بین الاقوامی تجارت پر کوئی پابندی عائد ہوتی ہے۔

viii۔ اشیا کی پیداوار قانون یکسانی حاصل کے تابع ہوتی ہے۔

ix۔ ہر ملک کی اپنی اپنی کرنسی ہے لیکن شرح تبادلہ میں فرق پایا جاتا ہے۔

مصارف پیدائش کے لحاظ سے کلاسیکی نظریہ
(Classical Theory According to Cost of Production)

بین الاقوامی تجارت کے کلاسیکی نظریہ کو مصارف پیدائش کے لحاظ سے دو صورتوں میں پرکھا جاتا ہے۔

الف۔ کُلی برتری (Absolute Advantage)

ب۔ تقابلی برتری یا تقابلی مصارف (Comparative Advantage or Comparative Cost)

الف۔ کُلی برتری (Absolute Advantage)

کلاسیکی مکتب فکر کے بانی آدم سمتھ نے اپنے تجارتی نظریہ کی بنیاد کلی برتری پر رکھی۔ جس کے تحت دو ممالک کے درمیان تجارت اس لیے فائدہ مند ہوتی ہے کہ تجارت میں شریک دونوں ممالک کو اپنی شے کی پیداوار میں کلی برتری حاصل ہوتی ہے مثال کے طور پر اگر پاکستان سستا چاول پیدا کرے اور بھارت چینی ارزاں قیمتوں پر تیار کر لے تو دونوں ملکوں کو اپنی اشیا کی پیدائش میں کُلی برتری حاصل ہوگی۔ اس لیے پاکستان چینی بھارت سے درآمد کرے گا اور بھارت چاول پاکستان سے منگوائے گا جیسا کہ درج ذیل گوشوارہ سے ظاہر ہے۔

ملک	چاول (کوئنٹل)	چینی (کوئنٹل)
پاکستان	20	10
بھارت	10	20

گوشوارے سے واضح ہے کہ پاکستان کو چاول کی پیداوار میں بھارت پر کلی برتری حاصل ہے اور بھارت کو چینی کی پیداوار میں پاکستان پر کلی برتری حاصل ہے۔

تخصیص کار کے تحت اشیا پیدا کرنے اور تجارت کرنے سے دونوں ملکوں کی پیداواری صلاحیت درج ذیل ہوگی:

الف۔ تخصیص کار اور تجارت کرنے کی صورت میں دونوں ملکوں کی پیداوار = 40 کوئنٹل چاول + 40 کوئنٹل چینی

ب۔ تخصیص کار اور تجارت نہ کرنے کی صورت میں دونوں ملکوں کی پیداوار = 30 کوئنٹل چاول + 30 کوئنٹل چینی

تجارتی منافع = 10 کوئنٹل چاول + 10 کوئنٹل چینی

(ب) نظریہ تقابلی برتری یا تقابلی مصارف (Theory of Comparative Advantage or Cost)

تقابلی برتری یا تقابلی مصارف کا نظریہ ڈیوڈ ریکارڈو نے پیش کیا۔ اس نظریہ کے مطابق تجارت میں شریک دونوں ممالک میں سے

اگر ایک ملک دوسرے ملک کے مقابلے میں دونوں اشیا سستی تیار کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو تو پھر بھی اُسے دونوں تیار نہیں کرنی چاہیں بلکہ اُسے دونوں اشیا میں سے اس شے کو پیدا کرنا چاہیے جس سے اُسے نسبتاً زیادہ فائدہ ہو۔ یعنی تقابلی برتری زیادہ حاصل ہو چونکہ دوسرا ملک پہلے ملک کی نسبت دونوں اشیا مہنگی تیار کرتا ہے اس لیے اُسے کم مصارف پیدائش اُٹھنے والی شے پیدا کرنی چاہیے یعنی جس پر تقابلی کمتری کم ہو۔ اس طرح دونوں ممالک آپس میں تجارت کر کے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ ریکارڈو نے نظریہ تقابلی مصارف کی وضاحت درج ذیل الفاظ میں کی ہے۔

"Its benefits a country to specialize in the production of that commodity in which it has greatest comparative advantage or least comparative disadvantage"

"اگر کسی ملک میں دو اشیا پیدا کرنے کے مصارف کم ہوں اور دوسرے ملک میں ان دونوں اشیا کو پیدا کرنے کے مصارف زیادہ ہوں تو پہلا ملک وہ شے پیدا کرے جس میں اُسے تقابلی برتری زیادہ حاصل ہو اور دوسرا ملک کم کمتری والی شے پیدا کرے۔"

تقابلی نظریہ کو معاشی اصطلاح میں بیان کرنے سے پہلے ہم ایک عام فہم مثال سے اس کی وضاحت کرتے ہیں۔

تقابلی نظریہ کو سمجھنے کے لیے ایک مصروف ماہر ڈاکٹر کی مثال لے لیجیے جو مریضوں کی تشخیص تو خود کرتا ہے لیکن مریضوں کو تشخیص شدہ ادویات دینے کے لیے ملازم رکھ لیتا ہے حالانکہ ڈاکٹر یہ دونوں کام ملازم کی نسبت زیادہ بہتر طریقے سے سرانجام دے سکتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود خود صرف مریضوں کی تشخیص کرتا ہے اور ادویات دینے کے لیے ملازم رکھ لیتا ہے کیونکہ ڈاکٹر جانتا ہے کہ جو وقت وہ مریضوں کی تشخیص پر صرف کرتا ہے وہ زیادہ آمدن کا ذریعہ ہے اگر وہ اپنے وقت میں سے آدھا وقت کم آمدن والے کام یعنی ادویات تیار کرنے میں صرف کر دیگا تو نقصان ہوگا۔ لہٰذا ڈاکٹر کو مریضوں کی تشخیص میں تقابلی برتری زیادہ حاصل ہے اس لیے ملازم کو تنخواہ دینے کے باوجود ڈاکٹر کو مالی فائدہ رہتا ہے۔

اس نظریہ کی وضاحت ایک فرضی مثال سے کی جا سکتی ہے۔ فرض کریں پاکستان محنت کی ایک اکائی سے 8 کوئنٹل چینی یا 12 کوئنٹل چاول پیدا کر سکتا ہے اور بھارت اتنی ہی محنت سے 10 کوئنٹل چینی یا 20 کوئنٹل چاول پیدا کر سکتا ہے۔ گویا بھارت دونوں اشیا پاکستان کے مقابلہ میں زیادہ سستی پیدا کر سکتا ہے۔

ممالک	چینی (کوئنٹل)	چاول (کوئنٹل)
پاکستان	8	12
بھارت	10	20

اس گوشوارہ کے مطابق پاکستان میں چینی اور چاول کے درمیان لاگت کی نسبت 1:1.5 ہے۔ یعنی جتنی لاگت سے ایک کوئنٹل چینی پیدا ہوتی ہے اتنی ہی لاگت سے 1.5 کوئنٹل چاول پیدا ہوتا ہے۔ جبکہ بھارت میں چینی اور چاول کے درمیان لاگت کی نسبت 2:1 ہے یعنی جتنی لاگت سے ایک کوئنٹل چینی پیدا ہوتی ہے اتنی ہی لاگت سے 2 کوئنٹل چاول پیدا ہوتے ہیں۔ جب کہ پاکستان ایک کوئنٹل چینی چھوڑ کر اس کے بدلے میں 1.5 کوئنٹل چاول پیدا کر سکتا ہے۔

درج بالا بحث کو ہم یوں بھی بیان کر سکتے ہیں کہ پاکستان میں ایک کوئنٹل چینی چھوڑ کر بدلے میں 1.5 کوئنٹل چاول پیدا کیے جا سکتے ہیں جبکہ بھارت میں ایک کوئنٹل چینی کے بدلے میں 2 کوئنٹل چاول پیدا کیے جا سکتے ہیں۔ اس طرح پاکستان کے مقابلے میں بھارت

چاول سستے پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس لیے بھارت نظریہ تقابلی کے اصول کو مدِ نظر رکھتے ہوئے چاول کی پیداوار میں تخصیصِ کار حاصل کرے گا۔ اس طرح پاکستان ایک کوئنٹل چینی کے بدلے میں 1.5 کوئنٹل چاول پیدا کر سکتا ہے۔ چونکہ بھارت 2 کوئنٹل چاول کے بدلے میں ایک کوئنٹل چینی پیدا کر سکتا ہے لہٰذا پاکستان کو بھارت کے مقابلے میں چینی کی پیداوار میں کم تقابلی کمتری حاصل ہے۔

درج بالا مثال سے ثابت ہے کہ اگر چہ بھارت چاول اور چینی دونوں پاکستان کے مقابلے میں سستی پیدا کرتا ہے۔ لیکن بھارت میں چاول پاکستان کے مقابلے میں سستے پیدا ہوتے ہیں۔ دوسری طرف پاکستان چاول اور چینی دونوں بھارت کے مقابلے میں مہنگی پیدا کرتا ہے۔ یعنی پاکستان کو دونوں اشیا کی پیدائش میں کمتری حاصل ہے۔ لیکن پاکستان کو چاول کے مقابلے میں چینی کی پیداوار میں کم نقصان ہے اس لیے پاکستان اس نظریہ کی رو سے چینی کی پیداوار میں تخصیصِ کار حاصل کرے گا۔ اس طرح دونوں ممالک نظریہ تقابلی مصارف یا لاگت کی رو سے تجارت سے فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔

بین الاقوامی تجارت سے فائدہ (Gains from International Trade)

اب دیکھنا یہ ہے کہ تقابلی مصارف کے نظریہ کے تحت تجارت سے کیا فائدہ ہوگا۔ اس مقصد کے لیے ہم ذیل میں دو گوشوارے بناتے ہیں۔ ایک گوشوارہ میں بین الاقوامی تجارت نہ ہونے کی صورت میں دونوں ممالک میں ہونے والی کل پیداوار بیان کی جائیگی اور دوسرے میں تجارت ہونے کی صورت میں دونوں ممالک میں ہونے والی کل پیداوار کا اندازہ لگایا جائے گا۔

تجارت نہ ہونے کی صورت میں کل پیداوار

	چینی		چاول
پاکستان محنت کی دو اکائیاں لگا کر حاصل کرتا ہے:	8 کوئنٹل	+	12 کوئنٹل
بھارت محنت کی دو اکائیاں لگا کر حاصل کرتا ہے:	10 کوئنٹل	+	20 کوئنٹل
مجموعی طور پر 4 اکائیوں کی پیداوار:	18 کوئنٹل	+	32 کوئنٹل

تجارت ہونے کی صورت میں کل پیداوار

	چینی		چاول
پاکستان محنت کی دو اکائیاں لگا کر حاصل کرتا ہے:	16 کوئنٹل	+	--
بھارت محنت کی دو اکائیاں لگا کر حاصل کرتا ہے:	--		40 کوئنٹل
مجموعی طور پر 4 اکائیوں کی پیداوار:	16 کوئنٹل	+	40 کوئنٹل

گویا تجارت ہونے کی صورت میں 8 کوئنٹل چاول زیادہ اور 2 کوئنٹل چینی کم ملے گی۔ ہم جانتے ہیں کہ پیداوار کی نسبت کے اعتبار سے 2 کوئنٹل چینی زیادہ سے زیادہ 4 کوئنٹل چاول کے برابر ہے۔ لہٰذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ تجارت ہونے کی صورت میں دونوں ملکوں کو مجموعی طور پر 4 کوئنٹل چاول زیادہ ملے گا۔ یہی بین الاقوامی تجارت کا فائدہ (Gain) ہے۔ نظریہ تقابلی مصارف کی وضاحت درج ذیل ڈائیگرام کی مدد سے بھی کی جاسکتی ہے۔

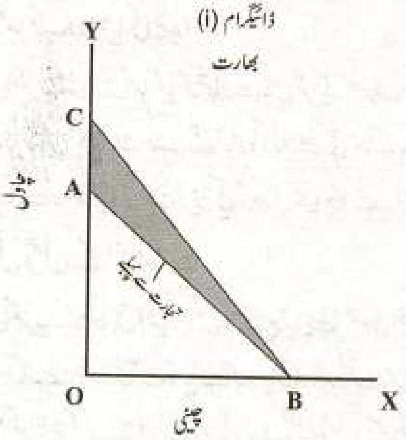

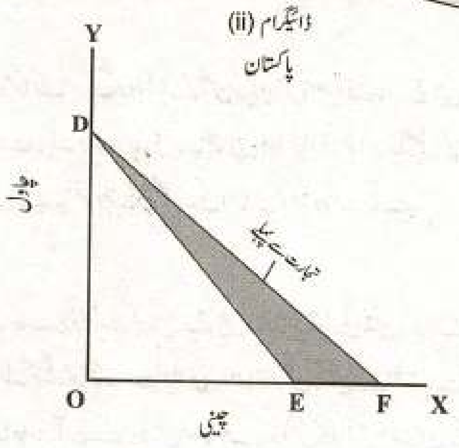

ڈائیگرام (i) میں بھارت کی چاول اور چینی کی پیداواری صلاحیت خط AB سے دکھائی گئی ہے لہٰذا AB خط بھارت کی پیداواری امکان کا خط (Production Possibility Curve) ہے جس کا جھکاؤ (Slope) چاول اور چینی کی نسبتی قیمتوں کا باہمی تناسب ظاہر کر رہا ہے۔ ریکارڈو کے مطابق ان خطوط کے جھکاؤ میں فرق کے باعث ہی شریک ممالک کی تجارت منافع بخش ہو سکتی ہے۔ متذکرہ بحث سے ثابت ہے کہ پاکستان بھارت کو چینی دے کر بھارت سے اسی نسبت سے چاول حاصل کرتا ہے جس کی نسبت سے ان ممالک کے درمیان اشیا کا تبادلہ ممکن ہوتا ہے۔ تقابلی برتری کو ثابت کرنے کے لیے ڈائیگرام (i) میں نقطہ B سے AB خط کے مقابلے میں ایک خط BC کھینچا ہے جو پاکستان اور بھارت کی باہمی تجارت کی نسبت کو ظاہر کرتا ہے۔ اسی طرح ڈائیگرام (ii) میں نقطہ D سے خط DE کے مقابلے میں ایک خط DF کھینچا گیا ہے جو دونوں ملکوں کے درمیان نسبتی تجارت کی نشاندہی کرتا ہے۔ اس طرح ڈائیگرام (i) اور (ii) میں دونوں ممالک کے منافع کا مثلث ABC اور DEF سے ہوتا ہے۔

تنقید (Criticism)

نظریہ تقابلی مصارف کو درج ذیل وجوہات کی بنا پر تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔

1۔ بنیادی مفروضہ کمزور ہے

ریکارڈو کے نزدیک کسی شے کی قیمت میں محنت کی اُجرت کلیدی حیثیت رکھتی ہے اور ہر شے کی پیداوار کا دارومدار بھی محنت سے منسوب کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ پیداواری عمل کے دوران چاروں عاملین پیدائش ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں حقیقت میں زیادہ تر اشیا کی پیدائش میں سرمائے اور تنظیم کے معاوضے نسبتاً زیادہ اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔

2۔ محنت کی نقل پذیری کا مفروضہ

اس نظریہ میں فرض کیا گیا ہے اندرونِ ملک مزدور ایک علاقے سے دوسرے علاقے میں منتقل ہو سکتے ہیں جبکہ بیرون ملک نقل پذیری ممکن نہیں ہوتی۔ حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ اندرون ملک کئی وجوہات کی بنا پر مزدوروں کی نقل پذیری کم ہوتی ہے لیکن بہتر روزگار اور جدید ٹیکنالوجی کے حصول کی خاطر اب مزدور مختلف ممالک کا تیزی سے رخ کرتے ہیں۔ اس لیے نقل پذیری کا مفروضہ غلط ثابت ہو جاتا ہے۔

3۔ دو ممالک دو اشیا کی پیداوار

اس نظریہ میں فرض کیا گیا کہ تجارت میں شریک صرف دو ممالک صرف دو اشیا کے لین دین میں مصروف ہوتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ آج کے دور میں کسی ایک ملک کے تجارتی رابطے کئی ممالک سے بیک وقت جاری رہتے ہیں اور تجارتی فوائد حاصل کرنے کے لیے تخصیصی ممالک سے رابطہ تجارتی لین دین کی مجبوری بن چکا ہے۔ اس لیے یہ مفروضہ بھی نظریہ کی اساس کو کمزور کر دیتا ہے۔

4۔ نقل وحمل کے اخراجات

اس نظریہ کے مطابق اشیا کی نقل وحمل پر نہایت معمولی اخراجات برداشت کرنا پڑتے ہیں۔ چنانچہ تجارتی لین دین کے دوران انہیں نظر انداز کیا جاسکتا ہے۔ جبکہ حقیقت تو یہ ہے کہ دنیا کے بہت سے ممالک دیگر ممالک سے تجارتی روابط اور نقل وحمل کے اخراجات میں اضافے کے باعث اشیا منگوانا بند کر دیتے ہیں۔ دوسری طرف نقل وحمل کے اخراجات آج کے دور میں مصارفِ پیدائش کا لازمی حصہ بن چکے ہیں۔

5۔ مکمل مقابلہ اور کامل روزگار کی شرائط

اس نظریہ میں فرض کیا گیا ہے کہ اشیا اور محنت کی منڈیوں میں مکمل مقابلہ پایا جاتا ہے جو کہ کسی بھی صورت میں ممکن نہیں کیونکہ ہر ملک کی منڈی کے حالات مختلف ہوتے ہیں۔ کامل روزگار کی سطح بھی حقیقی دنیا میں ممکن نہیں کیونکہ معیشتوں کے معاشی عدم استحکام روزگار کی سطح کو ٹھہراؤ نصیب ہی نہیں ہونے دیتے اور معیشتوں میں افراطِ زر اور تفریطِ زر کا مسئلہ درپیش رہتا ہے۔

6۔ خدمات (Services) کی اہمیت

اس نظریہ میں صرف اشیا کی تجارت پر زور دیا گیا ہے اور انسانی زندگی کے ایک اور اہم پہلو خدمات کے شعبے کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ موجودہ دور میں خدمات سے حاصل ہونے والا زرِ مبادلہ ملک کی مجموعی تجارت کا نمایاں حصہ ہوتا ہے اس لیے خدمت کی اہمیت کو کسی بھی صورت میں نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

7۔ آزاد تجارت

اس نظریہ کے مطابق دو ملکوں کے درمیان تجارت پر کوئی پابندی عائد نہیں ہوتی۔ لیکن حقیقت میں کوئی ایسا ملک نہیں جو آزادانہ دوسرے ممالک کے ساتھ تجارت کر سکے۔ کیونکہ اشیا کی درآمد و برآمد پر کئی قسم کی پابندیاں اور ٹیکس عائد ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ غیر ضروری اشیا و خدمات پر کئی قسم کی حد بندیاں بھی عائد ہوتی ہیں۔

8۔ مزدوروں کی استعدادِ کار

تقابلی مصارف کے نظریہ میں فرض کیا گیا ہے کہ تمام مزدوروں کی استعدادِ کار ایک جیسی ہوتی ہے حالانکہ ایسا ممکن نہیں کیونکہ ہر مزدور ذہنی قابلیت، صلاحیت، تجربہ اور تعلیمی ہنر کے لحاظ سے مختلف ہوتا ہے۔ اس لیے یہ مفروضہ غیر حقیقی اور مبہم بنیادوں پر قائم ہے۔ اس کے علاوہ مزدوروں کے ذوق وشوق بھی بدلتے رہتے ہیں جو نظریہ کے مفروضات کو غلط ثابت کر دیتے ہیں۔

5.3 توازنِ تجارت اور توازنِ ادائیگیاں

(Balance of Trade & Balance of Payments)

توازنِ تجارت میں صرف مرئی اشیا (Visible goods) کی درآمدت و برآمدت کو مدِ نظر رکھا جاتا ہے۔ اس لیے کسی ملک میں

سال بھر کے دوران اشیا (یعنی جو چیزیں نظر آئیں اور مخصوص حجم رکھیں) کی درآمد و برآمد کے توازن کو توازنِ تجارت کہتے ہیں۔

اگر سال بھر کے دوران مرئی اشیا کی درآمدات برآمدات سے تجاوز کر جائیں تو ملک غیر موافق توازن تجارت کا شکار بن جاتا ہے۔ اس کے برعکس اگر مرئی اشیا کی برآمدات درآمدات سے زیادہ ہوں تو معیشت کا توازن تجارت فاضل ہو جاتا ہے۔ یاد رہے کہ توازن تجارت میں غیر مرئی اشیا (Invisible goods) شامل نہیں ہوتیں اسی لیے توازنِ تجارت ملکی تجارت کے صحیح اعداد و شمار کی عکاسی نہیں کرتا۔

توازنِ ادائیگیاں (Balance of Payments)

توازن ادائیگی میں مرئی اور غیر مرئی دونوں اشیا کی درآمد و برآمد شامل ہوتی ہے۔ اس لیے کسی ملک میں سال بھر کے دوران تجارت کی جانے والی مرئی و غیر مرئی اشیا سے حاصل ہونے والی رقوم کے توازن کو توازن ادائیگی کہتے ہیں۔ توازن تجارت کی طرح توازن ادائیگی بھی موافق اور غیر موافق ہو سکتا ہے۔ متذکرہ بالا بحث سے پتہ چلتا ہے کہ توازن تجارت توازنِ ادائیگی کا حصہ ہوتا ہے۔ اس لیے دیگر ممالک کے ساتھ معاشی لین دین کا مکمل اور جامع ریکارڈ (Record) توازن ادائیگی کہلاتا ہے۔

پروفیسر کنڈل برگر (Prof. Kindle Berger) نے توازن ادائیگی کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

" The Balance of Payments of a country is a comprehensive record of all economic transactions between the residents of the reporting country and residents of foreign countries."

''اس سے مراد تمام معاشی لین دین کا باقاعدہ ریکارڈ ہے جو ایک ملک کے باشندوں کا دوسرے ممالک کے باشندوں کے درمیان ہوتا ہے۔''

پروفیسر سموئیل سن (Samuelson) کے نزدیک:

''وہ تمام معاشی لین دین جن کے باعث غیر ملکی زرمبادلہ خرچ ہوتا یا حاصل ہوتا ہے توازنِ ادائیگی کہلاتا ہے۔''

لہٰذا توازن ادائیگی میں درج ذیل دونوں مرئی اور غیر مرئی اشیا شامل ہوتی ہیں۔

الف۔ مرئی اشیا مثلاً مشینیں، آلات، سائیکل، فرنیچر، گندم اور پھل وغیرہ۔

ب۔ غیر مرئی اشیا عام طور پر خدمات وغیرہ پر مشتمل ہوتی ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

i۔ بین الاقوامی جہاز ران کمپنیوں، بیمہ کمپنیوں کے منافع جات

ii۔ سیر و تفریح اور تعلیم پر اُٹھنے والے اخراجات

iii۔ غیر ملکی قرضہ جات پر سود کی ادائیگی

iv۔ سیاسی و مذہبی اُمور پر اُٹھنے والے اخراجات

v۔ پاکستانی افرادی قوت کی منتقل کردہ رقوم

vi۔ ڈاک، فیکس پر اُٹھنے والے اخراجات

بین الاقوامی زری فنڈ (IMF) کے مطابق کسی ملک کے توازن ادائیگی کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

(الف) حساب رواں (Current Account)

(ب) حساب سرمایہ (Capital Account)

حساب رواں میں سال بھر کے دوران اشیا و خدمات کے لین دین کو شامل کیا جاتا ہے جس میں رواں سال کے دوران برآمدی وصولیاں اور درآمدی ادائیگیاں شمار کی جاتی ہیں۔ حساب رواں میں درج ذیل رقوم شامل ہوتی ہیں۔

(i) مرئی اشیا کی درآمدات و برآمدات

(ii) غیر مرئی اشیا کی درآمدات و برآمدات

(iii) نقل و حمل کے اخراجات

(iv) سامانِ جنگ کی خرید و فروخت

(v) تحائف، گرانٹ وغیرہ

حسابِ سرمایہ میں سال بھر کے دوران سرمائے کی اندرون ملک حرکت اور بیرون ملک انخلا شامل ہوتا ہے۔ یاد رہے اگر کسی وجہ سے رواں حساب میں خسارہ پیدا ہو جائے تو انہیں حساب سرمایہ سے پورا کیا جاتا ہے۔ حساب سرمایہ میں درج ذیل رقوم شامل ہوتی ہیں۔

(I) غیر ملکی قرضے

(II) غیر ملکی گرانٹ، گفٹ، امداد وغیرہ

(iii) غیر ملکی سرمایہ کاری وغیرہ

5.4 گلوبلائزیشن (عالمگیریت) (Globalization)

جب متعدد ممالک بین الاقوامی تجارت کے ذریعے ایک دوسرے سے مربوط ہوتے ہیں تو وہ عالمگیر معیشت کا حصہ بن جاتے ہیں۔ ایسے اتحاد میں ان ممالک کے مفادات اور ذمہ داریاں مشترک نوعیت کی ہوتی ہیں اور تمام ممالک مل کر معاشی ترقی کی دوڑ میں شامل ہو جاتے ہیں۔ ان ممالک کے کاروباری معاملات احسن طریقوں سے طے پاتے ہیں، اگر دنیا کے کسی ایک خطے میں کوئی فیصلہ کیا جاتا ہے تو دنیا کے باقی ماندہ خطے اس فیصلے سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کاروباری فیصلے انفرادیت کی بجائے اجتماعی ممالک کی رائے سے طے پاتے ہیں اور پیداواری شعبوں کی کارکردگی پر مثبت اثر پڑتا ہے۔

گلوبلائزیشن کے فائدے (Advantages of Globalization)

(i) دنیا کی معیشت کو ٹیکنالوجی کے استعمال کا موقع ملتا ہے۔

(ii) بین الاقوامی تجارت کے سلسلے میں نقل و حمل کے اخراجات کم ہو جاتے ہیں۔

(iii) غیر ملکی اجارہ داریوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

(iv) آزادانہ تجارت فروغ پاتی ہے اور اشیا کی قیمتیں مستحکم رہتی ہیں۔

(v) صارفین کے ذوق اور معیار میں بہتری آتی ہے اور معیار زندگی بلند ہو جاتا ہے۔

(vi) اشیا کی کوالٹی میں ہنر اور مقابلے کی فضا قائم ہوتی ہے۔

(vii) بڑے پیمانے پر تخصیصِ کار کے بھرپور فائدے حاصل کیے جاتے ہیں۔

(viii) مختلف ممالک کے باشندوں کو ایک دوسرے کے رہن سہن سے واقفیت ملتی ہے اور بھائی چارے کی فضا قائم ہوتی ہے۔

(ix) تحقیق، تجربہ اور علمی میدان میں نت نئی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں۔

(x) جدت طرازی کے باعث ترقیاتی کام تیز ہو جاتے ہیں۔

5.5 کثیرالمملکتی کارپوریشنز (Multi-National Corporations)

موجودہ دور میں ترقی پذیر ممالک کی بدحالی کو دُور کرنے میں ٹیکنالوجی کا اہم کردار ہے اور ٹیکنالوجی کی منتقلی میں کثیرالمملکتی کارپوریشنز کا بڑا عمل دخل ہے۔ یہ کارپوریشنز ترقی پذیر ممالک میں اپنے ذیلی ادارے کھول کر میزبان ملکوں کو اپنا کاروبار چلانے کی اجازت دیتی ہیں جس کی وجہ سے علم، فنون، مہارت اور آجرانہ مہارت غیر ممالک میں منتقل ہوتی ہے۔ عام طور پر کثیرالمملکتی کارپوریشنز کا ترقی پذیر ممالک کی طرف رجحان ٹیرف (Tariff) کی پابندیاں عائد کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس وجہ سے کارپوریشنز کی برآمدات میں کمی واقع ہوجاتی ہے۔ نتیجہ کے طور پر یہ کارپوریشنز اشیا برآمد کرنے کی بجائے دوسرے ممالک میں جا کر سرمایہ کاری کرنے کو ترجیح دیتی ہیں جس سے ان کے منافع جات بڑھ جاتے ہیں۔ کثیرالمملکتی کارپوریشنز کے قیام سے ترقی پذیر ممالک میں درج ذیل فوائد حاصل کیے جاتے ہیں۔

(i) ترقی پذیر ممالک میں جدید ٹیکنالوجی منتقل ہوتی ہے۔

(ii) میزبان ممالک کی پیداواری صلاحیتیں بڑھ جاتی ہیں اور اشیا کا معیار بہتر ہوجاتا ہے۔

(iii) مزدوروں کی اُجرتیں اور تنخواہیں بڑھ جاتی ہیں اور معیارِ زندگی بلند ہوجاتا ہے۔

(iv) بے روزگاری کم ہوجاتی ہے اور گروہی تنظیموں کے فسادات کی شرح کم ہوجاتی ہے۔

(v) ان کارپوریشنز کی وجہ سے ملک میں مقابلے کے حالات پیدا ہوتے ہیں۔

(vi) مزدوروں کی استعدادِ کار میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ ان کی قوتِ خرید بڑھ جاتی ہے۔

(vii) اشیا کی پیدائش پر مصارف پیداوار گھٹ جاتے ہیں اور پیداوار بڑھ جاتی ہے۔

(viii) ملکی معیشت کے تمام شعبے غیر ملکی سرمایہ کاری سے مستفید ہوتے ہیں۔

(ix) ضروریاتِ زندگی کم قیمت پر دستیاب ہوتی ہیں۔

نقصانات (Disadvantages)

(i) ترقی پذیر ممالک میں مغربی طرزِ زندگی کو ہوا ملتی ہے اور معاشرے میں اخلاقی برائیاں جنم لیتی ہیں۔

(ii) یہ کارپوریشنز اثر و رسوخ کی وجہ سے ملکی ٹیکس اور دیگر سرچارجز ادا نہیں کرتیں۔

(iii) ملکی وسائل کا بے جا استعمال مستقبل میں مشکلات پیدا کر سکتا ہے۔

(iv) اشیا کی قیمتیں زیادہ وصول کرتی ہیں جس سے صارفین کو نقصان پہنچتا ہے۔

(v) ملک میں نئی صنعتوں کے قیام کو جمود لگ جاتا ہے اور نئی صنعتیں قائم ہونا بند ہوجاتی ہیں۔

(vi) ملکی وسائل کو غیر ممالک منتقل کر دیا جاتا ہے اور میزبان ملک کو خام مال کی منڈی سمجھا جاتا ہے۔

(vii) حکومت کو ٹیکس یا رائلٹی وغیرہ ادا نہیں کی جاتی۔

(viii) کاروبار میں اجارہ داری قائم کر کے ملکی معیشت کو نقصان پہنچایا جاتا ہے۔

(ix) منافع کا بیشتر حصہ بیرون ملک منتقل ہو جاتا ہے۔

(x) غیر ملکی سرمایہ کاروں کی موجودگی میزبان ملکوں کے سرمایہ کاروں کے لیے خطرہ ثابت ہوتی ہے اور وہ کاروباری میدان میں اُترنے سے گھبراتے ہیں۔

5.6 ٹرانس نیشنل کارپوریشنز (Transnational Corporations)

یہ کارپوریشنز کثیر المملکتی کارپوریشنز کے بارے میں معلومات اکٹھا کرتی ہیں ان کی حیثیت حکومت کے نمائندہ ادارے کی مانند ہوتی ہے۔ ان کارپوریشنز کے اہم فرائض درج ذیل ہوتے ہیں:

1- یہ کارپوریشنز حکومت کو مجبور کرتی ہیں کہ وہ مقامی طور پر پیدا ہونے والے خام مال کو استعمال کریں۔ اس طرح ملکی سطح پر ٹرانسفر پرائسنگ (Transfer Pricing) اور بیرونی زرمبادلہ میں کفایت ہوتی ہیں۔

2- یہ تجویز کرتی ہیں کہ انہی کارپوریشنز کو کاروبار کرنے کی اجازت دی جائے جو درآمدات کے بدل تیار کریں اور برآمدات کو بڑھانے میں مددگار ہوں۔

3- ان کارپوریشنز کے مطابق کثیر المملکتی کارپوریشنز کو اس بات کا پابند بنایا جائے کہ وہ موثر تامین کی پالیسی کے تحت اشیا پیدا کریں۔

4- حکومت صرف ان کارپوریشنز کو منافع جات باہر لے جانے کی اجازت دے، جو اپنے بقایاجات، ٹیکس، ڈیوٹیاں وغیرہ ادا کردیں۔

5- وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ فروخت کار کثیر المملکتی کارپوریشنز سے کاروباری حقوق ملکی تحویل میں لے لیے جائیں اور انہیں صرف اشیا کی فیئر پرائس ادا کی جائیں۔

5.7 عالمی تجارتی ادارہ (World Trade Organization)

عالمی تجارتی ادارے (WTO) کے قیام کا مقصد مختلف ممالک کے درمیان تجارتی قوائد وضوابط کو نافذ العمل کروانا اور بحیثیت عالمی ادارے کے اپنے فرائض سرانجام دینا ہے۔ اس ادارے کا قیام یکم جنوری 1995 کو عمل میں آیا جس میں تقریباً دنیا کے 148 ممالک شامل ہیں۔

اس ادارے کا وجود بین الاقوامی کارپوریشنز کے بے لگام ادارے کو کنٹرول کرنے کے لیے عمل میں لایا گیا تاکہ تجارتی معاملات میں (General Agreement on Tariffs and Trade) طرز کا ایک عالمی ادارہ قائم کیا جائے جو بین الاقوامی تجارت، سرمایہ کاری اور ملکی قوانین کو بہتر کر سکے۔ اس ادارے کے اہم فرائض درج ذیل ہیں:

(i) مختلف ممالک کے مابین تجارتی معاہدوں اور نسبت درآمد و برآمد کو موثر بنانا۔

(ii) ادارے میں شریک ممالک کو بحث کے لیے مواقع فراہم کرنا۔

(iii) تجارت میں شریک ممالک کے باہمی اختلافات دُور کرنا۔

(iv) بین الاقوامی تجارتی پالیسیوں کی پاسداری کرنا۔

(v) تجارت میں شامل ممالک کو ٹیکنالوجی اور فنی تربیت فراہم کرنا۔

(vi) تجارتی میدان میں موجود دیگر بین الاقوامی اداروں کے ساتھ مل کر تجارت کو فروغ دینا۔

عالمی تجارتی ادارے کے فوائد (Advantages)

عالمی تجارتی ادارے کے فوائد درج ذیل ہیں:

(i) عالمی تجارتی ادارہ تجارتی ممالک کے درمیان امن اور سلامتی کا ضامن بنتا ہے جس سے تجارت فروغ پاتی ہے۔

(ii) تجارت میں شریک ممالک کے درمیان تجارتی اختلافات اور جھگڑوں کو پُرامن طریقے سے حل کر کے ترقی کی راہ ہموار کرتا ہے۔

(iii) تجارت میں شریک ممالک کو اشیا کی بین الاقوامی نقل و حمل پر ہر قسم کے ٹیکس، کوٹے سے آزادی مل جاتی ہے۔

(iv) تجارتی ممالک میں اچھی کوالٹی کی اشیا دستیاب ہوتی ہیں جن میں انتخاب کی سہولت بھی مل جاتی ہے۔

(v) اس ادارے کے قیام سے تجارتی ممالک میں لوگوں کی آمدنیاں بڑھ جاتی ہیں اور معیارِ زندگی بلند ہو جاتا ہے۔

(vi) تجارتی معاملات میں فروغ مختلف ممالک کے لیے معاشی ترقی کا ذریعہ بنتا ہے۔

(vii) ضروریاتِ زندگی کے لوازمات سستے اور ارزاں قیمتوں پر دستیاب ہو جاتے ہیں جس سے زندگی کے معاملات میں آسانیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

(viii) تجارتی پالیسیوں کو بہتر بنا کر تجارت کے لیے بہتر مواقع فراہم کیے جاتے ہیں۔

(ix) طاقت ور ممالک کی اجارہ داریوں کو ختم کر کے متوازن ترقی کے مواقع فراہم کیے جاتے ہیں۔

(x) ترقی پذیر ممالک کی تجارت کو تقویت ملتی ہے۔

عالمی تجارتی ادارے کے نقصانات (Disadvantages)

اس ادارے کے نقصانات درج ذیل ہیں:

(i) یہ ادارہ تجارت میں شریک ممالک کو اپنی پالیسیاں اپنانے پر مجبور کرتا ہے جس سے بسا اوقات معاشی حالات بگڑ جاتے ہیں۔

(ii) تجارتی اشیا پر ٹیکس ختم ہونے سے ملکی زرِ مبادلہ کے ذخائر کم ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔

(iii) ملکی ذرائع کا غلط استعمال کیا جاتا ہے جس سے ملکی ترقی کی رفتار سست ہو جاتی ہے۔

(iv) نئی صنعتوں کے قیام میں رکاوٹیں پیدا ہو جاتی ہے کیونکہ غیر ملکی اشیا کی موجودگی میں سرمایہ کاری رک جاتی ہے۔

مشقی سوالات

سوال1: نیچے دیئے گئے ہر سوال کے چار ممکنہ جوابات میں سے دُرست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(1) کسی ملک کی جغرافیائی حدود کے اندر اشیا و خدمات کی نقل و حرکت کیا کہلاتی ہے؟

(ا) بین الاقوامی تجارت (ب) ملکی تجارت

(ج) علاقائی تجارت (د) عالمی تجارت

(2) بین الاقوامی تجارت کی بنیادی وجہ کیا ہے؟

(ا) تخصیص کار (ب) منافع جات

(ج) اشیا و خدمات کی پیداوار (د) باہمی تعاون

(3) کلی برتری کا نظریہ بین الاقوامی تجارت کس نے پیش کیا؟

(ا) مارشل (ب) آدم سمتھ

(ج) ڈیوڈ ریکارڈو (د) کینز

(4) غیر ملکی تجارت میں کونسی شے نقل پذیر نہیں ہوگی؟

(ا) محنت (ب) زمین

(ج) اشیا و خدمات (د) سرمایہ

(5) عالمی تجارتی ادارے کا نام کیا ہے؟

(ا) IMF (ب) GATT

(ج) World Bank (د) WTO

سوال2: درج ذیل جملوں میں دی گئی خالی جگہیں پُر کریں۔

-1 کسی ایک ملک کا دیگر ممالک سے اشیا و خدمات کا لین دین ۔۔۔۔ کہلاتا ہے۔

-2 ایک ہی ملک میں محنت اور سرمایہ کی نقل پذیری ۔۔۔۔ ہوتی ہے۔

-3 بین الاقوامی تجارت کا تقابلی مصارف کا نظریہ ۔۔۔۔ نے پیش کیا۔

-4 توازنِ تجارت میں صرف ۔۔۔۔ اشیا شامل ہوتی ہے۔

-5 پاکستان کا ادائیگیوں کا توازن اکثر ۔۔۔۔ میں رہتا ہے۔

سوال 3: کالم (الف) اور کالم (ب) میں دیئے گئے جملوں میں مطابقت پیدا کر کے دُرست جواب کالم (ج) میں لکھیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
غیر مرئی اشیا	وسائل کی تقسیم	
بین الاقوامی تجارت	ملکی تجارت	
علاقائی تجارت	تامین کی پالیسی	
تخصیص کار	خدمات	
ملکی صنعتوں کا تحفظ	مصارفِ پیدائش میں کمی	
	مختلف ممالک کے درمیان تجارت	
	آزادانہ تجارت	
	مشینیں، آلات وغیرہ	

سوال 4: درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کیجئے۔

(i) بین الاقوامی تجارت سے کیا مراد ہے؟

(ii) ملکی تجارت کی تعریف لکھیں؟

(iii) حساب رواں اور حساب سرمایہ میں فرق بیان کریں؟

(iv) یکساں مبادلہ سے کیا مراد ہے؟

(v) تقابلی برتری سے کیا مراد ہے؟

(vi) توازنِ ادائیگی سے کیا مراد ہے؟

سوال 5: درج ذیل سوالات کے جوابات تفصیل سے تحریر کریں۔

(i) بین الاقوامی اور ملکی تجارت میں فرق بیان کیجئے؟

(ii) بین الاقوامی تجارت کے فائدے اور نقصانات بیان کریں؟

(iii) کلاسیکی نظریہ بین الاقوامی تجارت بیان کیجئے؟

(iv) توازنِ تجارت اور توازنِ ادائیگی میں فرق بیان کیجئے؟

(v) درج ذیل کو تفصیل سے بیان کریں۔

(الف) کثیر الملکتی کارپوریشنز (ب) عالمی تجارتی ادارہ